97229 ـ دخول اور خلوت سے قبل طلاق كى صورت ميں نصف مہر كى ادائيگى

سوال

ميرى منگنى ہوئى (عقد نكاح مولوى كے پاس عورت كے ولى اور دو گواہوں كى موجودگى ميں ہوا) اور يہ چند ماہ تك رہى اس عرصہ ميں نے بيوى سے دخول نہيں كيا ليكن كئى ايك بار اس سے خلوت ہوتى رہى ہے، كيونكہ وہ ميرى شرعى بيوى تھى، اسى اثناء ميں ہمارے درميان اختلافات پيدا ہوگئے حتى كہ طلاق كا فيصلہ ہوا.
اور لڑكى كے والد سے اس مسئلہ ميں بات چيت ہوئى تو ميں نے پورى صراحت كے ساتھ كہا ميں عليحدگى چاہتا ہوں اور اس كے متعلق جو بھى مالى مبلغ ادا كرنا پڑے ميں اس كے ليے بھى تيار ہوں، اس كا جواب تھا كہ ہم آپ سے كچھ نہيں چاہتے اور يہ كلام كئى ايك بار كى گئى يعنى ميرى اور لڑكى كے والد كى جانب سے تين بار ٹيلى فون پر يہى بات ہوئى اور ميں نے اس كے والد كو كہا كہ آپ كى بيٹى كو طلاق طلاق طلاق ہے، ميرا سوال يہ ہے كہ:
كيا ميرى يہ طلاق صحيح ہے اور ميں كوئى رجوع نہيں ہو سكتا ؟ طلاق كے ايك ہفتہ بعد لڑكى كى والدہ نے مجھ سے نصف مہر كا مطالبہ كيا جيسا
كہ قرآن مجيد كى سورۃ البقرۃ ميں آيا ہے كہ جب بيوى كو چھويا نہ جائے تو اسے نصف مہر ديا جائيگا (جب اس آيت كے متعلق دريافت كيا گيا تو بتايا گيا كہ اس سے مراد دخول ہے)
اور جب ميں نے اسے بتايا كہ لڑكى كے والد نے تو مہر چھوڑ ديا ہے تو وہ كہنے لگى: اس نے يہ بات صدمہ كى حالت ميں كى تھى اور اسے بيٹى كى طلاق كى خبر ہولناك لگى تھى، يہ علم ميں رہے كہ جيسا ميں اوپر بيان كر چكا ہوں كہ دو دنوں ميں تين بار يہ بات ہوئى تھى اور والد كا جواب يہى تھا كہ ہم كچھ نہيں چاہتے، اور نہ ہى ہم دونوں (ميں اور لڑكى كا والد) غصہ كى حالت ميں تھے جس كى بنا پر ايسى بات كہى جائے جوسمجھ نہ آئے، تو كيا نصف مہر دينا ہو گا يا كہ باپ نے مہر چھوڑ ديا ہے اس كى وجہ سے ساقط ہو جائيگا ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جب عورت كو دخول سے قبل طلاق دے دى جائے تو اسے نصف مہر كى ادائيگى كرنا ہو گى كيونكہ اللہ عزوجل كا فرمان ہے:

اور اگر تم عورتوں كو چھونے سے قبل ہى طلاق دے دو اور تم نے ان كا مہر بھى مقرر كر ديا ہو تو مقررہ مہر كا آدھا

مہر دے دو، یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کر دیں، یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، تمہارا معاف کر دینا تقوی کے بہت زیادہ نزدیك ہے، اور آپس کی فضیلت اور بزرگی کو فراموش نہ کرو، یقینا اللہ تعالی تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے البقرۃ (237).

فقھاء کے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ آیا خلوت کے بعد دخول کی طرح مکمل مہر ادا کیا جائیگا یا نہیں ؟

جمہور کے ہاں یہی ہے کہ کامل مہر واجب ہو جاتا ہے، چنانچہ جس نے بھی اپنی بیوی سے صحیح خلوت کر لی، یعنی وہ بغیر کسی بڑے یا چھوٹے یا امتیاز کرنے والے بچے کے بغیر صرف دونوں ہی خلوت کر لیں اور پھر عورت کو طلاق ہو جائے تو اسے پورا مہر دینا ہو گا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مجمل یہ کہ جب مرد اپنی بیوی سے صحیح عقد نکاح کے بعد خلوت کر لے تو اس کا مہر دینا ہو گا اور وہ عدت بھی پوری کریگی چاہے اس نے اس سے جماع نہ بھی کیا ہو، خلفاء راشدین سے یہی مروی ہے...

امام احمد اور اثرم نے زرارۃ بن اوفی سے روایت کیا ہے کہ:

خلفاء راشدین نے یہ فیصلہ کیا: جس نے دروازہ بند کر لیا یا پردہ گرا کر اندر چلا گیا تو اس پر پورا مہر واجب ہو گا، اور عدت بھی واجب ہو گی.

اور اثرم نے احنف سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ: عمر اور علی اور سعید بن مسیب اور زید بن ثابت سب کے ہاں اس پر عدت ہو گی اور اسے پورا مہر دیا جائیگا، اور یہ معاملہ جات مشہور ہیں اور اس میں ان کے دور میں کسی نے بھی مخالفت نہیں کی تو اس طرح یہ اجماع ہوا " انتہی مختصرا.

دیکھیں: المغنی (7 / 191).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" امام احمد رحمہ اللہ سے ایك روایت ذکر کی جاتی ہے جو ایك قاعدہ اور اصول ہونی چاہیے وہ کہتے ہیں:

" کیونکہ اس نے عورت سے وہ کچھ حلال کر لیا جو کسی اور کے لیے حلال نہ تھا، اس لیے ان کا کہنا ہے: اگر مرد نے اس کو شہوت کے ساتھ چھوا یا اس کا کوئی حصہ جو خاوند کے علاوہ کوئی اور نہیں دیکھتا مثلا شرمگاہ تو وہ عورت پورے مہر کی مستحق ہو گی، کیونکہ اس نے وہ کچھ حلال کر لیا جو اس کے علاوہ کسی اور کے لیے حلال نہیں تھا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 293).

اس بنا پر اگر تو آپ نے بیوی سے وہ کچھ فائدہ حاصل کر لیا ہے تو اس کے لیے پورا مہر واجب ہو گا، اور اس کو عدت بھی پوری کرنا ہو گی.

دوم:

مطلقہ عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اگر بالغ اور عقلمند ہو تو اپنے مہر میں سے کچھ حصہ معاف کر دے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں .

اور اسی طرح جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ بھی اسی طرح معاف کر سکتا ہے، اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس سے مراد خاوند ہے یا کہ عورت کا ولی ؟

ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کے نئے قول میں اس سے خاوند مرا د ہے، چنانچہ اسے حق حاصل ہے کہ وہ نصف مہر معاف کر دے اور اسے مطلقہ عورت کے لیے چھوڑ دے.

اور امام مالك اور امام شافعی قدیم قول میں اس سے ولی مراد لیتے ہیں، چنانچہ اسے حق حاصل ہے کہ اپنی ولایت میں عورت کا نصف مہر چھوڑ سکتا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اہل علم کا اختلاف ہے کہ نکاح کی گرہ کس کے ہاتھ میں ہے امام احمد کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس سے مراد خاوند ہے، اور امام مالك اور علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے.. کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور یہ کہ تم معاف کر دو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے .

اور وہ معافی جو تقوی کے زیادہ قریب ہے وہ خاوند اپنا حق معاف کر دے، رہا یہ کہ ولی عورت کا مال معاف کر دے یہ تقوی کے زیادہ قریب نہیں، اور اس لیے بھی کہ مہر تو بیوی کا مال ہے، اس لیے ولی نہ تو اسے ہبہ کرنے اور نہ ہی معاف کرنے کا مالك ہے جس طرح عورت کا دوسرا مال اور اس کے حقوق معاف نہیں کر سکتا، اور اسی طرح سارے ولی بھی " انتہی مختصرا

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (1 / 195).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" صحیح یہی ہے کہ اس سے مراد خاوند ہے اور وہی ہے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، وہ جب چاہے اسے کھول سکتا ہے، اور معنی یہ ہو گا: مگر یہ کہ بیویاں معاف کر دیں یا خاوند معاف کر دیں، اور اگر خاوند معاف کر دیتا ہے تو سار بیوی کو مل جائیگا، اور اگر بیوی معاف کر دیتی ہے تو سارا خاوند کو مل جائیگا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 292).

اس بنا پر اگر آپ کی مطلقہ بیوی کے والد نے اگر بیوی کے مہر میں سے اس کا حق اس کی رضا مندی سے ساقط کیا تو اس نے اپنا ساقط کر دیا ہے، لہذا اسے کچھ نہیں ملے گا، اور ساقط کرنے کے بعد اسے دوبارہ طلب کرنے کا کوئی حق نہیں.

لیکن اگر اس کے سقوط کا اگر بیوی کو علم نہ تھا اور نہ اس میں اس کی رضامندی شامل تھی تو پھر اس سے اس کا حق ساقط نہیں ہو گا، چنانچہ آپ کو چاہیے کہ اسے مہر ادا کریں.

واللہ اعلم.